امام ابو بکر الجصاصؒ کے ہاں قرآن کریم میں نظریۃ النسخ

Imam Jassas's Theory of Abrogation in the Qur'an

Shabana Kaleem
PhD Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur
Email: shabanaabbasi2000@gmail.com

Junaid Akbar
Associate Professor, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur
Email: junaid8181@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract

The Abrogation is one of the important principles of Quranic Science. It is important for the expert of Quranic science to have an understanding of abrogation. There are many different opinions of experts of Quranic science about Abrogation AL Nasikh fil Quran (Replacing one Quranic degree by another Quranic degree).The issue of abrogation in Quran is considerable issue in the field of Quranic exploration.

The discussion of abrogation is important, it is often disputed among the scholars, some of them believe that the Holy Qur'an was revealed in its final complete form, so if it is considered abrogation then it should be considered as deficiency in it. While those who believe in abrogation present their arguments.Imam Jasas has his own point of view in Naskh.In this regard, his theory of abrogation was explained in the light of his book(Ahkam ul Quran Liljssas).

Keywords: *Imam jassas, Ahkam ul Quran, Nasikh*

تعارف

علوم القرآن میں ناسخ و منسوخ کی بحث معرکۃ الآراء بحث ہے، مفسر کے لیے اس سے آگاہی بہت ضروری ہے تاکہ دوران تفسیر قرآن کریم کی درست تفہیم کر سکے، ناسخ و منسوخ کا علم اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس سے شریعت کے نازل کردہ احکامات سے انسان کو واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ کسی بھی مفسر کے لئے جس طرح قرآن کریم میں خاص عام، محکم متشابہ کی علم سے واقفیت لازم ہے اسی طرح نسخ سے واقفیت بھی لازم ہے۔ امام جصاصؒ کو اس موضوع میں گہری دلچسپی تھی چنانچہ آپؒ نے نہ صرف احکام القرآن میں اس کی وضاحت کی بلکہ آپؒ نے اپنی کتاب "الفصول فی الاصول" میں نسخ کی بحث پر تفصیلی باب تحریر کیا۔

امام جصاصؒ اپنے فقہی مکتب فکر میں مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی احکام القرآن ایک بڑے علمی ذخیرے کا مجموعہ ہے، چنانچہ زیر نظر مضمون میں امام جصاصؒ کے احکام القرآن کو مد نظر رکھتے ہوئے امام جصاصؒ کے نظریۃ النسخ کا جائزہ لیا جائے گا۔

بنیادی سوالات

ا۔ امام جصاصؒ نسخ کے قائل ہیں؟ نیز ان کے ہاں نسخ کے اصول و نظریات کیا ہیں؟

۲۔ امام جصاصؒ نے نسخ کے جن اصولوں کو احکام القرآن میں بیان کیا ہے، انھیں کس حد تک لاگو کیا؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

۱۔ غلام شمس الرحمٰن (گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد)، نے مضمون بعنوان "امام جصاصؒ کی تفسیر احکام القرآن میں اصول نسخ کی تعبیرات" ضیائے تحقیق، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، شمارہ:۱۵ میں شائع کیا، اس مضمون میں محقق نے امام جصاصؒ کے اصول نسخ پر نہایت اختصار کے ساتھ بات کی، جبکہ نسخ بالسنۃ کے جواز پر تفصیلاً بحث کی ہے۔

۲۔ ضیاء الرحمٰن، ڈاکٹر شاہ جنید احمد ہاشمی (پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے مضمون بعنوان "أثر النسخ فی الآیات المتعلقۃ بأحکام الصلوۃ دراسۃ مقارنۃ فی ضوء تفاسیر (احکام القرآن للجصاص، مفاتیح الغیب للرازی، الجامع الاحکام للقرطبی، اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل" نے ہزارہ اسلامیکس، ج ۱۰، شمارہ ۱ میں یہ مضمون شائع کیا، اس مضمون میں محقق نے صرف آیات صلوۃ کا احاطہ کیا۔

۳۔ یاسر فاروق، زاہد فاروق (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد) نے مضمون بعنوان "احکام القرآن میں اسلوب تفسیر اور امام جصاصؒ پر نقد، تجزیاتی مطالعہ "راحۃ القلوب، ج ۳، شمارہ ۲ (جولائی- دسمبر ۲۰۱۹) میں شائع کیا اس مضمون میں محقق نے امام جصاصؒ کا تعارف، احکام القرآن کا منہج اور امام جصاصؒ پر عائد چند الزامات کا جائزہ لیا گیا اور ان کا مدلل جواب دیا گیا، لیکن نسخ سے متعلق کوئی بھی بحث نہیں کی گئی۔ زیر نظر مضمون میں امام جصاصؒ کی تفسیر میں نسخ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

منہج

اس مضمون کو تحریر کرتے ہوئے درج ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھا گیا:

امام جصاصؒ کے نظریۃ النسخ کو اخذ کرنے کے لیے ان کی تفسیر احکام القرآن کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اصول نسخ کے حوالے سے ان کی کتاب الفصول فی الاصول کو بھی سامنے رکھا گیا۔

امام ابو بکر الجصاصؒ کا تعارف

امام جصاصؒ کا پورا نام ابو بکر احمد بن علی بن الرازی ہے، ۳۰۵ھ میں "ری[1]" میں پیدا ہوئے[1]، اسی نسبت کی وجہ سے آپؒ الرازی کہلائے۔[2] امام ابو بکر کے لقب "الجصاص" میں اختلاف ہے اور اس سے متعلق مختلف آراء ہیں، ایک رائے کے مطابق آپؒ کے نام کے ساتھ الجصاص کی وجہ آپ کا چونا گچ کے پیشے سے منسلک ہونا تھا۔[3] آپؒ کے زہد و تقویٰ سے متعلق اہل علم نے تذکرہ کیا، مثلاً ابن کثیر آپؒ سے متعلق فرماتے ہیں کہ امام جصاصؒ عبادت گزار اور زہد و تقویٰ والے تھے[4]، اسی طرح امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "امام جصاصؒ زاہدوں کے سردار ہیں"۔[5] آپؒ نے طلب علم کے لئے دور دراز اسفار کیے۔ آپؒ کے شیوخ میں دو نام زیادہ تر سامنے آتے ہیں، ان میں ابو سہل زجاج اور ابو الحسن الکرخی، ان میں ابو الحسن الکرخی کے نظریات کا امام جصاص پر گہرا اثر ہے، یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ امام جصاصؒ نے امام کرخیؒ کے اقوال کو بطور دلیل پیش کیا ہے[6]۔ آپؒ کے دیگر اساتذہ میں عبد الباقی بن قانع (۳۵۱ھ)، ابو القاسم الطبرانی (۳۵۱ھ)، ابو العباس الاحمر (۳۴۶ھ)، ابو علی الفارسی (۳۷۷ھ) جیسی عظیم شخصیات ہیں، آپؒ کے مشہور تلامذہ میں علامہ ابو بکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی (۴۰۳ھ)، ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن الخلف الحنفی (۳۹۰ھ) ابو الفرج بن سلمہ (۴۱۵ھ) جیسی شخصیات شامل ہیں۔[7] آپؒ

[1]۔ رے فارس کے ایک شہر کا نام ہے۔

نے ۳۷۰ھ کو ۶۵ برس کی عمر میں بغداد میں وفات پائی۔[8]

احکام القرآن کا مختصر تعارف

امام جصاصؒ کی احکام القرآن حنفی فقہ کی مایہ ناز تالیف ہے، جو کہ چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئی۔ یہ تفسیر فقہی طرز پر لکھی گئی، اس تفسیر میں چھ (۶۰۰) فقہی آیات سے براہ راست فقہی احکامات بیان کیے گئے ہیں۔ اس تفسیر میں امام جصاصؒ نے اپنے دور کے اہم فقہی مباحث بیان کیے۔ امام جصاصؒ نے فقہاء کی آراء، اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر خوارج، معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ فرقوں کی ضمناً تردید بھی کی۔ چونکہ آپؒ کا تعلق حنفی مکتب فکر سے ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ عموماً اسے ہی راجح قرار دیتے ہیں۔ اختلافی مسائل میں محاکمہ کرتے ہیں اور اعتدال پر مبنی رائے کو اختیار بھی کرتے ہیں۔ یہ تفسیر عربی زبان میں تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کا طبع اول ۱۹۹۴ء میں دار الکتب العلمیہ، بیروت سے شائع ہوئی، اس کا اردو ترجمہ چھ جلدوں میں عبد القیوم (بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد) نے کیا اور ۱۹۹۹ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد سے شائع کیا گیا۔

قرآن کریم میں نسخ کا وقوع

امت کا اس بات میں اتفاق ہے کہ بہت سے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں[9] لیکن قرآن کریم میں نسخ کے وقوع کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا قرآن کریم میں ایسی آیات موجود ہیں کہ جو منسوخ ہو چکی ہیں۔

جمہور علماء قرآن کریم میں نسخ کے وقوع کے قائل ہیں، امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن میں نسخ واقع ہوا ہے۔ چنانچہ نسخ کے نہ ماننے والوں کے نظریے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بعض غیر فقیہ متاخرین نسخ کے قائل نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نسخ سے متعلق یہ رائے ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے، اور اس شریعت میں نسخ واقع نہیں ہوا بلکہ نسخ کی جن صورتوں کا ہماری شریعت میں ذکر ہے اس سے مراد انبیاء متقدمین کا نسخ ہے"۔[10] مزید فرماتے ہیں کہ امت کے کے سلف وخلف کے ہاں اللہ کے دین واحکامات میں نسخ واقع ہوا ہے۔ جس طرح امت کے ہاں قرآن کریم میں خاص، عام، محکم ومتشابہ ہے اسی طرح قرآن کریم میں نسخ کے وجود کا رد نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن وسنت میں نسخ کا رد کرنے والا قرآن کریم کے خاص وعام، محکم ومتشابہ کو رد کرنے والے کی طرح ہو گا۔[11]

نسخ کے مفہوم میں متقدمین ومتاخرین کی اصطلاح کا فرق

متقدمین اور متاخرین علمائے تفسیر کے ہاں نسخ کی تعریفات میں اختلاف پایا جاتا ہے، مثلاً متقدمین کے ہاں نسخ کے معنی ہٹانا، "زائل کرنا" کے ہیں، اصطلاح میں بھی نسخ کے معنی ہٹانا اور اس کی جگہ دوسری چیز رکھ دینا[12]، چنانچہ ابن عباسؓ کے ہاں نسخ کے معنی "حکم کے بدلنے" کے ہیں۔[13] مجاہدؒ کے ہاں اس کے معنی "مٹانے" کے ہیں جو کبھی لکھنے میں رہتی ہے اور حکم بدل دیا جاتا ہے،[14] ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی "بھلا دینے" کے ہیں۔[15]

متاخرین کے ہاں نسخ کے لغوی معنی زائل کرنے کے ہی ہیں جبکہ اصطلاحی معنی شرعی طریقے پر کسی حکم شرعی کے ختم ہونے کو بیان کرنا، نسخ کے اصطلاحی معنی حکم کے تبدیل ہونے کے ہیں، جیسا کہ ایک حکم بالکل تبدیل ہو جائے اور اس کی جگہ دوسرا حکم لے لے، اس کی مثال بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنا دینا۔ یعنی متاخرین اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کہ جس میں پہلا حکم بالکلیہ ختم ہو جائے اور اس پر عمل باقی نہ رہے، مثلاً: النسخ في الشرع فهو بمعنى الرفع والازالة لاغير، وحده رفع الحكم الثابت بخطاب متقدم بخطاب

متراخ عنه.[16]

متقدمین کے ہاں نسخ کے معنوں میں نہایت وسعت پائی جاتی ہے، اس میں بہت سی ایسی صورتیں پائی جاتی ہیں کہ جو متاخر علماء کے ہاں نسخ نہیں کہلاتیں، مثلاً متقدمین کے ہاں قرآن کریم میں جہاں کہیں ہٹانے کا مفہوم ہو گا، متقدمین اسے منسوخ مانیں گے، عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید وغیرہ بھی نسخ کے مفہوم میں داخل ہو گی، اس لیے متقدمین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد ۵۰۰ تک شمار کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس متاخرین کے ہاں نسخ کا مفہوم اتنا وسیع نہیں، بلکہ ایسی تبدیلی کا نام نسخ رکھا کہ جس کی پہلے حکم کے ساتھ تطبیق نہ ہو سکے، یہ ہی وجہ ہے کہ متاخرین حضرات میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے بیس (۲۰) اور شاہ ولی اللہؒ کے ہاں پانچ آیات منسوخ ہیں۔

معنی و مفہوم

امام جصاصؒ کے مطابق نسخ کے معنی تخفیف و تیسیر کے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: "اگر نسخ کے بامعنی نقل کرنا کے لیے جائیں تو اس معنی کے مطابق پورا قرآن منسوخ ہو گا یعنی لوح محفوظ سے نقل ہو کر بیت العزت کی طرف سے آسمان دنیا پر اترا ہے، نسخ کے دوسرے معنی زائل یا ابطال کے ہیں اور اللہ تعالی کے اس فرمان کے (ما ننسخ من آيات او ننسها) کے یہ ہی معنی ہیں"۔[17]

امام جصاصؒ کے مطابق نسخ کے دیگر معنی تیسر، تخفیف و مصلحت کے ہیں، شریعت میں نسخ سے مراد تلاوت و حکم کی مدت کے بھی لیتے ہیں۔[18] مزید فرماتے ہیں کہ نسخ کے جو بھی لغوی معنی ہوں، اطلاق شرع میں اس کے معنی حکم اور تلاوت کی مدت کے بیان کیے گئے ہیں، یعنی کبھی حکم باقی رہتا ہے اور تلاوت منسوخ ہو جاتی ہے اور کبھی حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور تلاوت باقی رہتی ہے، نسخ کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔[19]

اصول نسخ

امام جصاصؒ احکام القرآن میں مختلف مقامات اصول نسخ کا تعین بھی کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں۔

- نسخ کو اس وقت تک درست قرار نہیں دیا جا سکتا کہ جب تک اس پر عمل کی قدرت ختم نہ ہو جائے، لہٰذا اگر ناسخ و منسوخ دونوں ایک ہی سلسلہ خطاب میں پائے جائیں، اور دونوں آیات پر عمل ممکن ہو تو نسخ ثابت نہیں ہو گا، مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت مبارکہ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ[20] کو اگر قول باری تعالیٰ کہ "تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے (البقرۃ:۱۹۳) سے منسوخ قرار دے تو ان کا نسخ درست ثابت نہیں ہو گا، ان دونوں آیات پر عمل ممکن ہے، کیونکہ حرم میں قتل کی ممانعت ہے، چاہے کسی شخص نے حرم سے باہر کسی کو قتل کر کہ حرم میں پناہ لی ہو البتہ اگر کسی شخص نے حرم کے اندر قتل کیا ہو تو اسے قصاص میں حرم کے اندر قتل کیا جائے گا۔[21]
- امام جصاص آیات کے حکم میں شان نزول کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے نسخ کا حکم لگاتے ہیں مثلاً، مثلاً آیت مبارکہ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ------وَهُمْ صَاغِرُونَ[22] اسی طرح آیت مبارکہ :وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[23] میں ایک ارشاد میں مسلمانوں کو صلح کا حکم ہے جبکہ دوسرے میں قتال کا حکم ہے۔ ان آیات کی ضمن میں واضح فرماتے ہیں کہ ان دونوں آیات میں اختلاف شان نزول کی وجہ سے ہے، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ سورۃ براءت نزول کے اعتبار سے آخری صورت ہے جبکہ اور یہ سورت تب نازل ہوئی جب حضرت ابو بکر صدیق کو ۹ھ امیر حج مقرر کر کہ روانہ کیا گیا جبکہ جبکہ سورۃ الانفال کا نزول جنگ بدر کے بعد ہوا، لہٰذا جن حالات میں مسلمانوں کو صلح کا حکم دیا گیا تب مسلمان طاقت کے لحاظ سے کمزور تھے اور جب قتال کا حکم دیا گیا تب مسلمانوں کی حالت اور تھی، چنانچہ ان آیات کو ناسخ و منسوخ کی قبیل سے نہیں مانا جا سکتا بلکہ ان کا حکم باقی ہے۔[24]

- امام جصاصؒ کے مطابق اگر کسی آیت کے نسخ میں علماء کا اختلاف ہو اور دونوں آیات پر عمل کرنا بھی ممکن ہو تو اس پر نسخ کا حکم لگانا درست نہیں۔[25]
- امام جصاصؒ اپنی کتاب الافصول فی الاصول میں واضح فرماتے ہیں کہ اخبار میں نسخ جائز نہیں۔26

امام جصاصؒ کے ہاں درج ذیل آیات قرآنیہ منسوخ ہیں۔

وصیت کے وجوب کا بیان

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ [27]

یہ بات سب کے ہاں بالاتفاق ہے کہ مذکورۃ بالا آیت کے ذریعے وصیت کا وجوب ہوا تھا۔ امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کُتِبَ کے لفظ آیا ہے، جس کے معنی ہیں تم پر فرض کیا گیا، جیسے روزوں کی فرضیت کے لیے بھی "کُتِبَ "کا لفظ استعمال ہوا۔ حضور اقدس ﷺ کی احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں گذارے مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔ امام جصاصؒ اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ والدین اور رشتے داروں کے حق میں وصیت کے حکم کو آیت مواریث(يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ---ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۗ[28] نے منسوخ کر دیا ہے۔[29]

روزے کے فدیے کا بیان

امام ابو بکر جصاصؒ سورۃ البقرۃ کی آیت مبارکہ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ[30] کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں اس بات کی گنجائش کی کہ جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے روزہ رکھے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو افطار کرے اور فدیہ دے لیکن بعد میں قول باری تعالی :فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ[31] سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صرف ایسے مریض اور مسافر کے لیے افطار کی اجازت دی گئی کہ جس کو روزے سے مشقت کا سامنا ہو۔[32]

بیوہ کی عدت کا بیان

درج بالا آیت مبارکہ آیت میراث سے منسوخ ہے، ارشاد ہے: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ"[33] پہلے عورت کو عدت وفات ایک سال گزارنے کا حکم تھا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ [34]لیکن پھر یہ حکم چار ماہ دس دن سے منسوخ ہو گیا، اور بیوی کو شوہر کے ترکے میں وارث بنا کر جو ایک سال کی عدت تک نان نفقے کا حکم تھا اس کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔[35]

امام جصاصؒ اس آیت کے ضمن میں کئی احکامات کو زیر بحث لاتے ہیں، ان میں ایک عدت کی مدت اور دوسرا نان نفقہ، عدت کے دوران شوہر کے گھر قیام سے متعلق بحث کرتے ہیں، بیوہ کی عدت سے متعلق فرماتے ہیں کہ علماء اس مسلے میں متفق ہیں کہ بیوہ کی عدت کی مدت ایک سال تھی، لیکن پھر چار ماہ دس دن سے منسوخ ہو گئی، اس طرح بیوہ کے لیے نان نفقہ مثلاً روٹی، کپڑا اور مکان کی وصیت کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔

تقویٰ کی حد

امام جصاصؒ آیت مبارکہ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ[36] کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف پایا جاتا

ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر اس آیت کو منسوخ مان لیا جائے تو اس سے گناہوں کی اباحت ہو جاتی ہے، لیکن اکراہ کی صورت میں اس کو منسوخ قرار دیا جائے تو اس صورت میں یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [37] یعنی خوف کی حالت میں جان کو بچانے کی فکر اور اکراہ کی صورت میں اس آیت کو منسوخ قرار دیا جائے گا۔[38]

استقبال قبلہ

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ---قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشرِقُ وَ الْمَغْرِبُ [39] ...وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ [40] امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اہل اسلام کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مسلمان مکہ میں اور پھر ہجرت کے بعد کچھ عرصہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کہ نماز ادا کرتے رہے اسی طرح بعد میں آیت مبارکہ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا [41] کے زریعے قبلہ کا رخ پھیر دیا گیا۔ اس طرح یہ حکم ان لوگوں کے اقوال کو بھی باطل کر دیتا ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شریعت میں نسخ کو نہیں مانتے[42]۔

حد زنا

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ سلف میں اس بارے میں اختلاف رائے نہیں کہ ابتداء میں زنا کرنے والی عورت کی سزا قید میں رکھنا تھا، قول باری تعالیٰ ہے(وَاللاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ -إلى قوله :- إِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا [43] لیکن پھر سورۃ النور کی آیت مبارکہ : الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا [44] نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔[45]

پابندی عہد و معاہدہ

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں نسب کی بجائے حلف و معاہدے کی بناء پر لوگ ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ [46] بعد میں حلف کی بناء پر توارث کا حکم قول باری تعالیٰ: وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ [47] سے منسوخ ہو گیا۔[48]

امام جصاصؒ وضاحت میں فرماتے ہیں کہ مفسرین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں نسب کی بجائے خلف اور معاہدے کی بناء پر ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے، یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کو حلیف کے مقابلے میں اولیٰ قرار دیا۔ اس طرح حلف کی بناء پر توارث کا حکم منسوخ ہو گیا۔

قتال کی تحریم اور قلادوں کی منسوخی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلا الشَّهْرَ الْحَرَامَ [49]

امام جصاصؒ کے ہاں درج بالا آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت سورۃ التوبہ کی آیت مبارکہ ہے: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ (التوبة:٥) [50] فرماتے ہیں کہ اس سے ماہ حرام میں قتال کی تحریم اور قلادوں کی منسوخی مراد ہے کہ جو لوگ امن کے حصول کے لیے حرم کے درختوں کی چھال سے پٹے بنا کر اپنے اور اپنے جانوروں کے گلے میں لٹکا لیتے تھے۔

اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کرنے کا بیان

امام جصاصؒ قول باری تعالیٰ :فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ [51] کو آیت مبارکہ: وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ [52] سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔[53]

اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس مسلے میں سلف سے دو آراء منقول ہیں، ایک رائے کے مطابق اس آیت مبارکہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اہل کتاب اپنے مقدمات تمھارے پاس لے کر آئیں تو چاہو تو فیصلہ کردو اور چاہو تو انکار کردو۔ دوسری رائے کے مطابق تخییر کا حکم منسوخ ہو چکا اس لیے جب ان کے مقدمات پیش ہوں تو فیصلہ کیا جائے گا۔ امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ تخییر کا نسخ قول باری تعالیٰ :وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ[54] سے ثابت ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے لیے جن عورتوں کو حلال کر دیا ان کا بیان

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ(لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۠[55] حدیث مبارکہ سے منسوخ ہے کہ جس میں جریر بن عطاء عبید بن عمیر سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے انتقال تک آپؐ کے لئے عورتوں سے نکاح حلال رہا۔[56] امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خواتین کہ جو اس آیت مبارکہ کے نزول کے وقت آپ ﷺ کے عقد میں تھیں ان کے سوا تمام دوسری خواتین کو حضور اقدس ﷺ پر حرام کر دیا گیا، جبکہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق حضور ﷺ کے انتقال تک آپ کا عورتوں سے نکاح حلال رہا۔ قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں جو اس آیت کا ناسخ بنے، لہذا یہ روایت سنت کے زریعے منسوخ ہو چکی ہے۔ امام جصاصؒ مزید اس بات کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اگرچہ قول باری تعالیٰ(لَا يَحِلُّ لَكَ) خبر کی صورت میں ہے اور خبر کے لیے یہ بات درست نہیں کہ اسے منسوخ مان لیا جائے لیکن چونکہ معنی کے لحاظ سے نہی ہے لہذا نہی پر نسخ وارد ہونا جائز ہے۔

جہاد کی فرضیت

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ [57]

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ ماہ رجب یعنی حرمت کے مہینوں میں جنگ کی ممانعت تھی، لیکن پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔[58] امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ سلف میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قبل از ہجرت قتال کی ممانعت تھی، لیکن پھر قتال کا حکم آیا تو وہ تمام آیات کہ جن میں درگزر اور معاف کرنے کا حکم تھا منسوخ ہو گیا۔

مال غنیمت کا بیان

امام جصاصؒ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ چونکہ غزوہ بدر کی جنگ شروع ہونے سے قبل مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق کوئی اعلان نہیں ہوا تھا، لیکن جنگ کے اختتام پر مال کی تقسیم میں تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کا معاملہ حضور ﷺ کے سپرد کر دیا کہ اس میں سے جس کو جتنا چاہیں دے دیں، ارشاد باری تعالیٰ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ[59] چنانچہ حضورؐ نے سارا مال لوگوں کے درمیان مساوی تقسیم کر دیا، لیکن پھر یہ حکم :وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ[60] سے منسوخ ہو گیا۔[61]

مقابلے کے لیے اسلامی لشکر کا تناسب

امام جصاصؒ قول باری تعالیٰ :اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ[62] کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ ابتداء میں ایک مسلمان کا دس کفار کے مقابلے میں ڈٹے رہنا فرض تھا، لیکن مسلمانوں کے لشکر میں چند ایسے لوگ آملے تھے کہ جو خلوص نیت میں اس درجے کے نہ تھے، لہذا قول باری

تعالیٰ(اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[63] نے ایک مسلمان کا دس کفار سے مقابلے کے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔[64] امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ امت کے سلف و خلف، اہل روایت اور اہل تفسیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ایک مسلمان کا دس کافروں سے مقابلہ کرنا فرض تھا، لیکن بعد میں اس حکم میں نسخ واقع ہو گیا۔

ہجرت کی بناء پر توارث کا بیان

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ[65] عقد مواخات کی بناء پر ہجرت کر کہ مکہ سے آنے والے مسلمان ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے تھے، لیکن فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے اعلان فرمایا کہ "فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں البتہ جہاد کا سلسلہ باقی رہے گا" چنانچہ ہجرت کی فرضیت کے ساقط ہونے سے ہجرت کی بناء پر تواریث کا حکم بھی منسوخ ہو گیا۔[66]

مہاجر خواتین کے بارے میں حکم

إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ [67]

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ الممتحنہ کا نزول صلح حدیبیہ کے بعد ہوا، صلح حدیبیہ میں اگر اہل مکہ کا کوئی مرد مسلمان ہو کر مدینہ آتا تو اس کو واپس کر دیا جاتا، پھر بعد میں عورتوں کے سلسلے میں یہ شرط منسوخ ہو گئی[68]۔

قیام الیل کا حکم

امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں قیام الیل فرض تھا، ارشاد باری تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ * قُمِ اللَّيْلَ إِلا قَلِيلا * نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلا [69] لیکن بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔[70] امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ قیام الیل کی فرضیت منسوخ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، یہ مستحب و مندوب ہے۔ اس کی ترغیب میں حضور ﷺ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

نتائج بحث

موضوع بحث پر تحقیق کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

- امام جصاصؒ قرآن کریم میں نسخ کے قائل ہیں، اور انھوں نے احکام القرآن میں سولہ (۱۶) آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔
  امام جصاصؒ نسخ کے منکرین کا دلائل سے رد کرتے ہیں۔
- امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں جن جن اصول و نظریات کا ذکر کیا ہے نسخ کی بحث میں ان اصولوں پر عمل پیرا نظر آتے ہیں، جبکہ اپنی کتاب الفصول فی الاصول میں نسخ کے وقوع سے متعلق فرماتے ہیں کہ اخبار میں نسخ واقع نہیں ہوتا لیکن احکام القرآن میں ایک مقام پر قول باری تعالیٰ(لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۧ[71] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ خبر ہے اور احبار میں نسخ واقع نہیں ہوتا لیکن چونکہ معنی کے لحاظ سے نہی ہے لہذا اس میں نسخ کے وقوع کو درست قرار دیا جا سکتا ہے۔
- امام جصاصؒ نے نسخ کے جن جن اصولوں کو بیان کیا ہے وہ جمہور علماء کے اصول نسخ سے من و عن ہیں۔

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات(References)

[1] ۔ڈاکٹر محمد اکرام، فکر و نظر، جامعہ الاسلامیۃ العالمیۃ، دسمبر ۱۹۸۸ء، اسلام آباد، ص ۴

Dr Muhammad Ikram, Fikr–O–Nazar, Jamia Islamia, International Islamic University, Islamabad, *Dec 1988*, P. 4

[2] شمس الدین الذھبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۵ء، ج ۱۶، ص ۳۴۰

Al Dhahabī Shams al Dīn Muḥammad bin Aḥmad, *Siyar A'lām Al Nubalā'*, (Mo'assasah al Risālah, 1985), Vol. 16, p: 340

[3] عبد الکریم بن محمد بن منصور السمعانی، الانساب، مجلس دائرہ معارف العثمانیہ، حیدر آباد، ط ۱، ۱۹۶۲ء، ج ۲، ص ۶۳

Al Sm'ānī, ʻAbd al Karīm Muḥammad bin Manṣūr, *Al Ansāb*, (Hyderabad: Dā'irah Ma'ārif al Uthmāniyyah, 1962), vol. 2, P. 63

[4] ابو الفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، البایۃ والنھایۃ، دار احیا التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج ۱۱، ص ۲۹۷

Ibn Kathīr, Ismā'īl bin 'Umar, (Beirut: Dār al Turāth al ʻArabī, 1988), Vol. 11, p: 29

[5] شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۳۴۰

Al Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, *Siyar A'lām Al Nubalā'*, Vol. 16, p: 340

[6] ڈاکٹر محمد اکرام، فکر و نظر، جامعہ الاسلامیۃ العالمیۃ، اکتوبر-دسمبر ۱۹۸۸ء، اسلام آباد، ص ۱۰

Dr Muhammad Ikram, Fikr O Nazar, International Islamic University, Islamabad, Dec 1988, p: 10

[7] البغدادی الخطیب ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، ط ۱، ۱۴۱۷ھ، ج ۴، ص ۳۱۴

Al Baghdādī, Aḥmad bin 'Alī, Tārīkh Baghdād, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1417), Vol. 4, p: 314

[8] مصطفیٰ بن عبد اللہ کاتب جلبی القسطنطینی، کشف الظنون، مکتبہ المثنیٰ، ۱۹۴۱، س ن، ج ۱، ص ۴۶

Al Qusṭanṭīnī, Muṣṭafa bin ʻAbdullah, Kashf al Zunūn, (Maktabah al Mathnā, 1941), Vol. 1, p: 46

[9] امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مصر، ۱۹۷۴ء، ج ۳، ص ۶۷

Al Suyūṭī, 'Abd al Raḥmān bin Abī Bakr, Al Itqān fī 'Ulūm al Qur'ān, (Egypt: Al Hay'ah al Miṣriyyah al Āmmah lil Kitāb, 1974, Vol. 3, p: 67

[10] أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص، احکام القرآن، ط اولیٰ، بیروت، ط اولیٰ ۱۹۹۴ء، ج ۱، ص ۷۱

Al Jaṣṣaṣ, Aḥmad bin ʻAlī, Aḥkām al Qur'ān, (Beirut: 1994), 1st Edition, Vol. 1, p: 71

[11] ایضاً

Ibid, Vol.: 1, p: 71

[12] محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، تهذيب اللغة، محقق: محمد عوض مرعب، دار احیاء، بیروت، ط اولی، ۲۰۰۱، ج ۷، ص ۱۸۲

Al Hirawī, Muḥammad bin Aḥmad, Tahzīb al Lughah, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turāth al ʻArabī, Vol.7, P. 182

[13] عبد اللہ بن عباس، تفسیر ابن عباس، دار الکتب العلمیہ، لبنان، ص ۱۶

Abdullah bin ʻAbbās, Tafsīr Ibn ʻAbbās, (Lebonan: Dār al Kutab al ʻIlmiyyah), p: 16

[14] ابو الحجاج مجاهد، تفسیر مجاهد، محقق: محمد عبد السلام أبو النيل، دار الفکر، مصر، ط اولی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۱۱

Mujāhid, Abu Al Ḥujjāj, Tafsīr Mujāhid, (Beirut: Dār al Fikr, 1989), p: 211

[15] أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير، تفسير القرآن العظيم، محقق: محمد حسين شمس الدين، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط اول، ۱۴۱۹ھ، ج ۱، ص ۲۵۸

Ibn Kathīr, Ismā'īl bin 'Umar, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1419), Vol. 1, p: 258

[16] محمد الامین الشنقیطی، مذكرة في أصول الفقه، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ط خامسہ، ۲۰۰۱، ص ۷۹

Al Shanqīṭī, Muḥammad Amīn, Mudhakkirah fī Uṣūl al Fiqh, (Madīnah: Maktabah al ʻUlūm wal Ḥikam, 2001), p: 79

[17] امام ابو بکر الجصاص، الفصول فی الاصول، وزارۃ الاوقاف، کویت، ۱۹۹۴ء، ج ۲، ص ۱۹۷

AL Jaṣṣāṣ, Abū Bakr, Al Fuṣūl fil Uṣūl, (Kuwait: Ministry of Awqāf, 1994), Vol. 2, p: 197

[18] امام ابو بکر الجصاص، احکام القرآن للجصاص، محقق: عبد السلام محمد علی شاہین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط اولی، ۱۹۹۴، ج ۱، ص ۷۲

Al Jaṣṣaṣ, Aḥmad bin ʻAlī, *Aḥkām al Qur'ān*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1994), 1st Edition, Vol. 1, p: 72

[19] ایضا، ج ۱، ص ۷۱ — Ibid, Vol:1, p: 71

[20] البقرۃ: ۱۱۹ — Al Baqara: 119

[21] احکام القرآن للجصاص، ج ۱، ص ۳۱۴ — Ibid, Vol:1, p: 314

[22] التوبۃ: ۲۹ — Al Tauba:29

[23] الانفال: ۶۹ — Al Anfal:69

[24] احکام القرآن للجصاص، ج ۳، ص ۹۰ — Ibid, Vol: 3, p: 90

[25] احکام القرآن للجصاص، ج ۱، ص ۳۱۴ — Ibid, Vol: 1, p: 314

[26] امام ابو بکر الجصاص، الفصول فی الاصول، ج ۱، ص ۱۳۴ — AL Jaṣṣāṣ, *Al Fuṣūl fil Uṣūl*, Vol. 1, p: 134

[27] البقرۃ: ۱۸۰ — Al Baqara: 180

[28] النساء: ۱۱-۱۲ — AL Nisa:11-12

[29] احکام القرآن للجصاص، ج ۱، ص ۲۰۴

Al Jaṣṣaṣ, *Aḥkām al Qur'ān*, Vol. 1, p: 204

[30] البقرۃ: ۱۸۴

Al Baqara: 184

[31] البقرۃ: ۱۸۵

Al Baqara: 185

[32] احکام القرآن للجصاص، ج ۱، ص ۲۱۱

Ibid, Vol:1, p: 211

[33] البقرۃ: ۲۴۰

Albaqara:240

[34] البقرۃ: ۲۸۶

Al Baqara: 234

[35] احکام القرآن للجصاص، ج ۱، ص ۵۰۱

Ibid, Vol: 1, p: 501

[36] آل عمران: ۱۰۲

Al Imran: 102

[37] التغابن: ۱۶

Al Tghaban: 16

[38] احکام القرآن للجصاص، ج ۲، ص ۳۶

Ibid, Vol. 2, p: 36

[39] البقرة:۱۴۲

Al Baqara: 142

[40] البقرة:۱۴۲- ۱۴۳

Al Baqara;142-143

[41] البقرة:۱۴۴

Al Baqara: 144

[42] احکام القرآن للجصاص،ج۱،ص۱۰۵

Ibid, Vol. 1, p: 105

[43] النساء۱۵-۱۶

Al Nisa: 15-16

[44] النور:۲

Al Noor: 2

[45] احکام القرآن للجصاص،ج۲،ص۱۳۵

Ibid, Vol. 2, p: 135

[46] النساء:سورۃ النساء:۳۳

Al Nisa: 33

[47] الأنفال:۷۵

Al Anfal:75

[48] احکام القرآن للجصاص،ج۲،ص۱۲۵

Ibid, Vol. 2, p: 125۱۱

[49] المائدہ:۲

Al Maida: 2

[50] احکام القرآن للجصاص،ج۲،ص۳۷۸

Ibid, Vol. 2, p: 378

[51] المائدۃ:۴۲

Al Maida:42

[52] المائدہ:۴۹

Al Maida: 49

[53] احکام القرآن للجصاص،ج۲،ص۵۴۳

Ibid, Vol. 2, p: 543

[54] المائدۃ:۴۹

Al Maida: 49

[55] الاحزاب:۷۳

Al Ahzab:73

[56] احکام القرآن للجصاص،ج۳،ص۴۷۹

Ibid, Vol. 3, p: 479

[57]التوبۃ:۵

Al Tauba: 5

[58]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۱۴۵

Ibid. Vol. 3, p: 145

[59]الانفال:۱

Al Anfal: 1

[60]الانفال:۴۱

Al Anfal: 41

[61]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۶۰

Ibid, Vol. 3, p: 60

[62]الانفال:۶۵

Al Anfal: 65

[63]الانفال: ۶۶

Al Anfal: 66

[64]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۶۳

Ibid, Vol. 3, p: 23

[65]الانفال:۷۲

Al Anfal: 72

[66]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۹۸

Ibid, Vol. 3, p: 98

[67]الممتحنۃ:۱۰

Al Mumtahina: 10

[68]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۵۸۴

Ibid, Vol. 3, p: 584

[69]المزمل:۱-۳

Al Muzamil: 1-3

[70]احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۶۲۷

Ibid, Vol. 3, p: 627

[71]الاحزاب:۵۲

Al Ahzab: 52